رسائل و مسائل

خواب کی حیثیت

[خوابوں کی بنیاد پر احکام شرعی کا استنباط' یہاں تک کہ نصوص کا رد بھی' عام مرض ہے۔ خصوصاً خوابوں میں بزرگوں' یہاں تک کہ حضور نبی کریمؐ کے ارشادات کو بنیاد بنا کر بھی۔ اس بارے میں ہم مولانا تھانوی کی ایک تحریر درج کر رہے ہیں جو امید ہے' مفید ہو گی۔ (مدیر)]

میرے والد ایک جگہ بیعت ہیں' صوم و صلوٰۃ اور تہجد کے پابند ہیں' قبر پرست بھی ہیں۔ اکثر مجھے نماز خصوصاً تہجد کی تاکید فرماتے رہتے ہیں۔ مجھے پیغام بھیجتے رہتے ہیں کہ تمھاری دربار میں غیر حاضری ہے۔ ہمیں ہمارا مالک یہی بتاتا ہے کہ تو اپنے مرشد کے ارشاد پر عمل نہیں کرتا۔ مالک سے ان کی مراد اپنے پیشوا علیہ الرحمتہ ہیں۔ ایک دفعہ فرماتے تھے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں میری بابت عرض کیا تو جواب ملا' کیا کریں وہ غیر حاضر رہتا ہے۔ حقیقت میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ تمھارے دل میں یہ وسوسہ ہے کہ خدا علیحدہ چیز ہے اور پیر علیحدہ ہے۔ جب تک تم اس وسوسہ کو نہ نکالو گے اور پیر کو عین ذات حق تصور نہ کرو گے' کچھ نہ بنے گا۔ مجھے انکار' اور ان کو اصرار کہ نہیں طریقت کا مسئلہ یہی ہے۔ تم تو شریعت کے مطابق شرک سمجھتے ہو' حقیقت یہ ہے کہ ظاہر میں تو انسان کو شریعت کا ہی پابند ہونا چاہیے' پیر کو پیر اور خدا کو خدا ہی کہنا چاہیے۔ مگر طریقت میں دونوں ایک ہیں۔ بیٹا' ہماری بات کو مان لو۔ ہم کامل بزرگوں کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ غرض تم مقصد نہیں پا سکو گے جب تک ہماری بات کو سچ نہ سمجھو گے۔ میرے انکار پر ان کے آنسو نکل آتے۔ مگر مجھے یہ صریح شرک نظر آ رہا تھا' میں کیسے مانتا۔ آخر میں نے دل میں ٹھان لی کہ آپ سے استفسار کروں۔ ایک اور چیز عرض کر دوں۔ والد صاحب نے فرمایا تھا کہ آٹھ دن ہمارا کہا سچ مان کر دیکھ لو' تو شب و روز تذبذب میں گزرنے لگے۔ ایک روز سونے سے قبل خدائے عزوجل سے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے صحیح راستے کی طرف رہنمائی کر۔ دعا مانگ کر سو رہا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک معمولی سا مکان ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سادہ معمولی سے چھپر کھٹ پر بیٹھے ہیں اور ایک سفید چادر اوپر اوڑھ رکھی ہے۔ (مجھے خبر نہ تھی مگر دریافت پر معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔ کچھ علیل ہیں۔ یکایک حدیث قرطاس کا مسئلہ پیش ہو گیا۔ حضورؐ میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ حضرت علیؓ کو

بلا لاؤ تاکہ میں کچھ لکھ دوں کہ بعد میں جھگڑا نہ ہو (الفاظ یہ تھے 'جھگڑا نہ ڈالے)۔ میں جا کر حضرت علیؓ کو بلا لایا' اور کہا کہ حضورؐ تحریر کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ بعد میں تقاضا نہ کریں۔ لیکن وہ خاموش ہو گئے اور کہنے لگے' رہنے دو حق تو میرا ہی ہے۔ یہی لکھیں گے۔ اتنے میں ہم ایک دوسرے کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں حضرت ابو بکرؓ ایک بالکل سادی چارپائی کی پائنتی بیٹھے ہوئے' دبلے پتلے اور لوگوں سے سفید تھے۔ وہاں بھی یہی گفتگو ہوئی۔ حضرت علیؓ رونے لگے مگر ہم انھیں خاموش کر کے حضورؐ کے سامنے لے گئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو آنحضرتؐ وصال پا چکے تھے۔ باوجود جانتے ہوئے کہ وصال پا چکے ہیں' میں نے انھیں بیدار کیا' چادر اسی طرح اوپر پڑی تھی' آنحضورؐ اٹھ بیٹھے اور معاملہ پیش ہوا' اور حضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ کے حق میں تحریر کر دی۔ اس کے بعد تمام حاضرین رخصت ہو گئے اور صرف میں اکیلا رہ گیا۔ آنحضورؐ چہل قدمی کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے' میں بھی ساتھ ہو لیا۔ میں نے عرض کی' یا رسول اللہؐ میرے اور والد بزرگوار کے سلسلے کے درمیان ایک مسئلہ کے متعلق تنازع ہے' اس کا حل کیا ہے؟ فرمایا' کیا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ پیر اور خدا ایک چیز ہے۔ فرمایا' درست کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی' کس طرح؟ آپؐ تشریح کرنے لگے اور میں سننے لگا۔ ابھی ایک دو ہی فقرے کہے تھے کہ مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں آہستہ آہستہ کسی دوسری دنیا کو لے جایا جا رہا ہوں۔ افسوس میں ان کی تشریح کو نہ سن سکا۔ میرے کانوں میں آواز دھیمی دھیمی ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ جب بالکل چپ ہو گئے تو میں بیدار تھا اور خواب کا نظارہ میری آنکھوں میں تھا۔ سچ عرض کرتا ہوں اس دن سے اور تذبذب میں پڑ گیا ہوں۔ مجھ سا گنہگار فاسق بدکار اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا دیدار۔ میں کہتا ہوں کہ مجھ سے فریب نہ ہو۔ مگر جب بزرگوں سے یہ سنتا ہوں کہ بزرگوں خصوصاً انبیا کی شکل میں کوئی بد روح خواب میں متشکل ہو کر نہیں آتی' نہ آسکتی ہے تو پھر ان کے اس 'ارشاد پر کہ تمہارے والد صاحب درستی پر ہیں اور حیران ہوتا ہوں۔ مہربانی فرما کر جواب سے سرفراز فرمائیں۔

اس واقعہ میں کئی شک کے پہلو ہیں:

اول یہ شک' کہ جن کو دیکھا' واقعی حضورؐ ہی تھے کیونکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ واقعیت کی شرط یہ بھی ہے کہ حلیہ کے موافق زیارت ہو۔ مگر یہاں زیارت آپؐ کی شان رفیع کے مناسب ہیئت میں بھی نہیں ہوئی۔ چنانچہ خط میں چھپر کھٹ بھی معمولی اور کچھ علالت بھی لکھی ہے۔

دوسرا یہ شک' کہ وہ حضورؐ ہی کی آواز مبارک تھی جو سنی۔ کیونکہ سورۃ النجم میں تلک الغرانیق العلیٰ کے قصہ میں بعض علماء سامعین کے اشتباہ کے قائل ہیں۔

تیسرا یہ شک ؓکہ سننے والے نے صحیح نہ [illegible] کیونکہ جب بیداری میں سماع میں غلطی ہو جاتی ہے تو خواب تو بے ہوشی کی حالت ہے۔

چوتھا یہ شک ؓکہ سامع نے صحیح بھی سمجھا ہے۔ جیسا معمر میں اشرب الخمر میں تمام علما نے رائے کی غلطی قرار دی تھی۔

پانچواں یہ شک ؓکہ صحیح یاد بھی رہا۔ خصوصاً جب دیکھنے والے ہم جیسے ظلماتی قلوب والے ہوں۔ جیسے دیکھنے والے نے اس جملہ میں کہ (یہ حقیقت ہے) اس کو تسلیم کر لیا ہے تو یہ شکوک اور زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ شک کے درجہ سے گزر کر غلطی کی جانب راجح بلکہ یقینی ہو جائے۔ چنانچہ خود اس خواب کے بعض اجزا یقیناً اضغاث احلام ہیں۔ جیسا حضرت علیؓ کا خلافت بلافصل کو اپنا حق جتلانا جو کبھی زمانہ تحقیق احکام میں بھی نہیں فرمایا۔ یہ یقیناً دلیل ہے دیکھنے والے کے خیالات میں خلط کی۔ اس سے بقیہ اجزائے خواب سے بھی اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

چھٹے' ان سب سے قطع نظر کر کے' جب یہ خواب نصوص قطعیہ کے معارض ہے' تو معارض حدیث کی طرح یا اس کو ترک کر دیا جائے گا' یا اس کی تاویل کی جائے گی۔ تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ معنی مجازی کے اعتبار سے' درست ہے۔ وہ معنی مجازی یہ ہیں کہ پیر کامل کا حکم' بوجہ موافقت حکم شرع کے ؓگویا خدا ہی کا حکم ہے۔ ایسے موقع پر محاورات میں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ جیسے سورہ قیامہ میں قرات جبرا ییلیہ کو اپنی طرف منسوب کر کے قرانہ فرما دیا لیکن اس وقت جو لوگ ایسی شطحیات میں مبتلا ہیں یہ تاویل ان کے خواب میں بھی نہیں آئی۔ اس لیے وہ یقیناً زندقہ ہے۔ یقیناً و قطعاً باطل ہے' جس کا اعتقاد کفر ہے۔ پھر اگر دوسرا اس کے خلاف خواب دیکھ لے تو کیا دونوں خوابوں کو صحیح کہا جائے گا یا قانون نقلی و عقلی کی بنا پر اذا تعارضا تساقطا کا حکم کر کے دوسری غیر متعارض دلیل کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور وہ دلیل قطعی محکم نصوص ہیں۔ معتبر کتابوں میں ہزاروں واقعات ایسے' بلکہ اس سے بھی زیادہ شبہ میں ڈالنے والے منقول ہیں۔ آج تک کسی عالم نے' کسی عارف نے خوابوں کو نصوص پر ترجیح نہیں دی' بلکہ خوابوں کو غلط سمجھ کر نصوص پر عمل کیا۔ اور اس اعتقاد کا تو احتمال بھی کفر ہے ؓکہ کوئی چیز شریعت میں منفی ہو اور طریقت میں مثبت ہو۔ خود ائمہ طریقت نے بلا اختلاف اس اعتقاد کا ابطال کیا ہے۔ نیز خواب پر عمل کرنے والے سے اگر بازپرس ہوئی کہ تو نے خواب کے سبب نصوص کو کیسے ترک کیا تو اس کے پاس کوئی معقول عقلی یا نقلی عذر نہیں جو مقبول ہو۔ اور اگر نصوص پر عمل کرنے والے سے بازپرس ہوئی (اور یہ محض فرض محال ہے) تو اس کے پاس نہایت صحیح و قوی عذر ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ غرض ہر حال میں خواب کا ظاہری مطلب واجب الرد ہے۔ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ۔ (مولانا اشرف علی تھانوی)

عذر کی بنا پر جمع بین الصلوٰتین

یہاں رات کا کرفیو شام آٹھ بجے سے صبح سات بجے تک نافذ ہے۔ جس کی وجہ سے نماز عشا اور نماز فجر ناممکن ہو گئی۔ نماز عشا گھروں میں ہی ادا کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں میں نے **فقہ السنہ** کا مطالعہ کیا جہاں پر فقہ حنفیہ کے سوا سبھی دیگر فقیہوں (شافعی، مالکی اور حنبلی) کے نزدیک مجبوری اور بارش کے وقت حضر میں بھی مغرب کے وقت ہی عشا یعنی جمع بین الصلوٰتین ادا کی جا سکتی ہے۔ چند مقامی علما نے فقہ حنفی کی رو سے اس کی اجازت نہیں دی۔ چند ایک نے اختلاف اور انتشار کے بجائے مسجد میں نماز عشا ادا نہ کرنے کو بہتر کہا ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل نکات کی وضاحت مطلوب ہے:

(الف) کیا شدید مجبوری کے وقت بھی فقہ حنفی کے مطابق جمع بین الصلوٰتین نہیں کیا جا سکتا ہے جب کہ نماز عشا مسجد میں مقررہ وقت پر ادا ہونا ممکن نہیں ہے؟ کیا ایسی صورت میں ترک جماعت جائز ہے؟

(ب) نماز عشا اور نماز مغرب کے درمیان کا وقفہ کم سے کم کتنا ہونا چاہیے؟

(ج) جمع بین الصلوٰتین میں اذان ایک ہی ہو یا دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ؟

(د) ان میں اقامت کا کیا حکم ہے۔ ایک ہی یا دو؟

(ہ) جمع بین الصلوٰتین کے وقت سنت نمازیں پڑھی جائیں گی یا مؤخر کی جائیں گی؟

(و) کیا انفرادی طور پر نماز کی ادائیگی سے پہلے اذان ضروری ہے۔

نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں وقت کی بڑی اہمیت ہے۔ قرآن مجید نے اس کو وقت سے ہم رشتہ فرض (کتاب موقوت) قرار دیا ہے۔ پھر نماز پنجگانہ کے لیے جو اوقات ہیں، وہ بعض جزوی اختلافات سے قطع نظر بحیثیت مجموعی --- کہا جا سکتا ہے کہ --- تواتر سے ثابت ہیں، اسی لیے احناف کے نزدیک کسی بھی عذر کی بنا پر جمع بین الصلوٰتین کی گنجایش نہیں ہے، اور جن احادیث میں بظاہر جمع بین الصلوتین کیا جانا معلوم ہوتا ہے، احناف کے نزدیک وہ محض صورتاً دو نمازوں کا اجتماع ہے۔ حقیقتاً دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ہی ادا کی جاتی تھیں، ایک نماز اپنے آخری وقت میں اور دوسری نماز اپنے ابتدائی وقت میں، اسی لیے بظاہر دو نمازوں کا اکٹھا کرنا نظر آتا ہے۔

(۲) دوسرے فقہا کے یہاں ظہر و عصر اور مغرب و عشا میں خاص حالات میں جمع بین الصلوتین کی گنجایش ہے۔ سفر میں جمع بین الصلوٰتین پر مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کا اتفاق ہے، بارش کی وجہ سے مغرب اور عشا میں جمع پر بھی ان تینوں مکاتب فقہ کا اتفاق ہے۔ شوافع کے نزدیک ظہر و عصر میں بھی بارش کی وجہ سے جمع کیا جا سکتا ہے۔ مالکیہ کے یہاں ظہر و عصر میں جمع درست نہیں، حنابلہ سے دونوں طرح کے اقوال

منقول ہیں۔ بیماری کی بنا پر مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں جمع بین الصلوتین کیا جا سکتا ہے۔ شوافع کے یہاں نہیں کیا جا سکتا۔ (شرح المھذب ۲/۷۶، ۴/۳۷۶، المغنی ۲/۵۸)

ان کے علاوہ کسی اور عذر کی بنا پر بھی دو نمازوں کو جمع کیا جا سکتا ہے؟ اس بابت "ابن شبرمہ" سے نقل کیا گیا ہے کہ کسی اور حاجت و ضرورت کی بنا پر بھی جمع کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اس کو عادت نہ بنایا جائے (المغنی ۲/۶۰)۔ امام نووی نے بھی فقہا شوافع میں قاضی حسین سے خوف کی بنا پر جمع بین الصلوٰتین کی اجازت نقل کی ہے (شرح المھذب ۴/۳۸۳) تاہم ان فقہی مذاہب کی کتابوں کے مطالعے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سفر، بیماری اور بارش کے سوا کسی اور سبب سے جمع بین الصلوٰتین کا جائز نہیں ہونا راجح ہے، مجھے بھی یہی قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ غزوہ خندق کے موقع پر باوجود شدید خوف اور مسلسل تیر اندازی کے آپؐ سے جمع بین الصلوٰتین کرنا ثابت نہیں ہے۔

(۳) ویسے ضرورت اور مشقت کی وجہ سے فقہا احناف نے اس مسئلہ میں دوسرے فقہا کی رائے پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ ان شرائط کی بھی رعایت کی جائے جو ان فقہا نے مقرر کی ہیں، چنانچہ مشہور حنفی فقیہ علامہ حصکفی جمع بین الصلوتین ہی کے ذیل میں لکھتے ہیں "ولا باس بالتقلید عند الضرورہ لکن بشرط ان یلتزم جمیع ما یوجبہ ذلک الامام" (درمختار مع الرد ا/۱۵۶) ترجمہ: اور ضرورت کے وقت تقلید میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ ان امام کی کل شرائط کا التزام کیا جائے۔

(۴) جمع بین الصلوٰتین کے لیے تین شرطیں ہیں، اول یہ کہ پہلی نماز شروع کرتے ہوئے ہی جمع بین الصلوٰتین کی نیت کرے۔ دوسرے نماز ترتیب سے ادا کی جائے۔ مثلاً پہلے مغرب پڑھی جائے پھر عشا تیسرے، دونوں نمازوں کے درمیان زیادہ فصل نہ ہو، زیادہ اور کم کا مدار عرف پر ہے، بعض لوگوں نے معمولی فصل کا اندازہ یہ مقرر کیا ہے کہ وضو یا تیمم اور اقامت کی مقدار سے زیادہ فصل نہ ہونا چاہیے۔ (شرح المھذب ۴/۳۷۴، المغنی ۲/۶۱)

(۵) جمع بین الصلوٰتین کی صورت میں اذان تو ایک ہی ہوگی، البتہ اقامت دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ کہی جائے گی۔

(۶) جمع بین الصلوٰتین کی صورت مغرب کی سنت درمیان میں نہ پڑھی جائے، یہی راجح ہے۔ (شرح المھذب ۴/۳۷۵، المغنی ۱/۶۱)

(۷) عشا کے بعد سنت عشا اور وتر کے علاوہ مزید دو رکعت پڑھ لے، میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر نماز مغرب اس کے آخری وقت میں اور عشا اس کے ابتدائی وقت میں ادا کی جا سکتی ہو تو اس طرح ادا کر لینا بہتر ہے، ورنہ مستقل طور پر جماعت عشا کے ترک سے جمع بین الصلوتین کر لینا بہتر ہو گا، پھر جوں ہی عذر ختم

ہو جائے، نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے، تاہم یہ میری ذاتی رائے ہے، دوسرے اہل علم سے بھی دریافت کر لیں، اور اس بات کو بہرحال اختلاف و انتشار کا باعث نہ بننے دیں۔ اگر اور لوگوں کو اس پر اطمینان نہ ہو تو اصرار نہ کیا جائے۔

(۸) اگر معلوم ہو کہ مقامی مسجد میں اذان نہیں دی گئی ہے تب تو اذان دے ہی دینی چاہیے کیونکہ اذان منجملہ شعائر دین کے ہے، اور اگر اذان دی جا چکی ہے تب بھی اپنی نماز کے لیے اذان دینے کی گنجائش ہے (رد المحتار ۱/۲۵۷) (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

حج کی تمنا کسے نہیں ہے؟

حج کرنے والے اور تمنا کرنے والے، سب کے لیے

خرم مراد کی دو خصوصی نگارشات

۱ - آپ ﷺ کے ہمراہ حج وداع کی داستان

قیمت: ۵۰/۷ روپے -/۵۰۰ روپے سیکڑہ

۲ - حاجی کے نام

۳/۵۰ روپے -/۲۵۰ روپے سیکڑہ

دل کی دنیا آباد کرنے والی، ایمان کو تازگی بخشنے والی
اللہ اور رسول سے تعلق کو نمو دینے والی ______

پڑھیے اور شوق حج کو حرارت دیجیے

حج پر جانے والے اعزہ و احباب کو تحفہ دیجیے

ڈاک خرچ بذمہ خریدار۔
دیگر ۳۵ کتابچوں کی تفصیلات کے لیے

منشورات

منصورہ، ملتان روڈ، لاہور 54570، فیکس: 042-7832194